فقہ الحدیث

پروفیسر ساجد میر ایم اے

نجاست اور اس کی انواع

۹۔ انسانی پیشاب، پاخانہ اور قے

یہ چیزیں متفقہ طور پر نجس ہیں۔ حدیث میں پیشاب و پاخانہ کی نجاست کا واضح اظہار موجود ہے۔ مثلاً فرمایا:[1]

اِذَا وَطِئَ اَحَدُكُمْ بِنَعْلِهِ الْاَذٰى فَاِنَّ التُّرَابَ لَهٗ طَهُوْرٌ

جب کسی کے جوتے کو "اذیٰ" یعنی پیشاب یا پاخانہ لگ جائے تو وہ اسے مٹی (پر رگڑنے) سے صاف کر سکتا ہے۔

اسی طرح ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر دو قبروں پر سے ہوا تو فرمایا:[3]

"یہ عذاب قبر میں مبتلا ہیں۔ اس لیے کہ ان میں سے ایک چغل خور تھا اور دوسرا كَانَ لَا يَسْتَنْزِهُ مِنَ الْبَوْلِ (انسانی پیشاب (کے چھینٹوں) سے احتراز نہ کرتا تھا۔

قے بھی انسانی جسم کے اندر سے نکلنے والی نجاست ہونے کے لحاظ سے پیشاب پاخانہ سے ملحق ہے۔

ان اشیاء کی نجاست پر تو علماء کا اتفاق ہے لیکن ان کے ازالہ کے واجب ہونے یا نہ ہونے کے متعلق بعض حضرات نے اختلاف کیا ہے۔ امام شافعیؒ و ابو حنیفہ نے ان کے ازالہ کو بجا طور پر واجب قرار دیا ہے مگر امام مالکؒ[4] کا ایک قول یہ ہے کہ:

"ان نجاسات کا ازالہ سنتِ مؤکدہ تو ضرور ہے مگر فرض و واجب نہیں۔"

---

[1] فقہ السنۃ ۱: ۴۰ [2] ابو داؤد عن ابی ہریرہ [3] مشکوٰۃ [4] بدایہ ۱: ۷۵

ان کی دلیل وہ حدیث ہے جس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جوتے سمیت نماز ادا کر رہے تھے کہ جبریل ان میں لگی ہوئی نجاست کی آپ کو خبر دی۔ اس پر آپ نے نماز ہی کے دوران جوتا الگ کر دیا مگر اس سے قبل پڑھی ہوئی رکعتوں کو دہرانا ضروری نہ سمجھا حالانکہ (بقول مالکیہ) اگر اس نجاست کا ازالہ عین ضروری ہوتا تو آپ پہلی رکعتیں بھی دہراتے ——— مگر درست یہ ہے کہ ان نجاسات کا ازالہ واجب ہے۔ مذکورہ حدیث سے البتہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر کوئی لاعلمی کی وجہ سے یا بھول کر ایسے کپڑوں میں نماز پڑھ لے جن میں یہ نجاست لگی تھی تو معاف ہے۔

انسانی پیشاب کے متعلق ایک اہم مسئلہ اور بھی ہے ——— یہ ہے تو نجس مگر دودھ پیتے لڑکے (لڑکی نہیں) کا پیشاب اگر کپڑے پر گر جائے تو اسے عام نجاست کی طرح اچھی طرح دھونے کی بجائے پانی کے چھینٹے دے کر پاک کیا جا سکتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ ایک صحابیہ اپنے بیٹے کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں لائیں۔ آپ نے ازراہِ شفقت اسے اپنی گود میں بٹھایا تو اس نے پیشاب کر دیا،

فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمَاءٍ فَنَضَحَہٗ عَلٰی ثَوْبِہٖ وَلَمْ یَغْسِلْہُ غَسْلًا[1] آپ نے پانی منگوا کر اس پر چھڑک دیا اور کپڑے کو اچھی طرح دھونا ضروری نہ سمجھا۔ ایک دوسری روایت میں ہے:[2]

بَوْلُ الْغُلَامِ یُنْضَحُ عَلَیْہِ وَبَوْلُ الْجَارِیَۃِ یُغْسَلُ

لڑکے کے پیشاب پر چھینٹے کافی ہیں اور لڑکی کا پیشاب خوب دھونا چاہیے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ لڑکے کا پیشاب متفرق و منتشر ہو کر کپڑے پر گرتا ہے جبکہ لڑکی کا پیشاب عموماً مرتکز ہو کر گرتا ہے۔

حنفی علماء[3] سرے سے لڑکے کے پیشاب اور دوسرے انسانی یا غیر انسانی (جانوروں کے) پیشاب میں فرق کے قائل نہیں۔ وہ سب کو نجس شمار کرتے ہیں لیکن جہاں تک ماکول اللحم جانوروں کے پیشاب کا تعلق ہے اس کے متعلق حدیث کے دلائل پہلے گزر چکے ہیں کہ وہ نجس نہیں اور لڑکے کے پیشاب کی استثنائی صورت مندرجہ بالا احادیث سے واضح ہو گئی جو پیشاب کی نجاست کی عام احادیث کی مخصص ہیں۔

---

[1] مشکوٰۃ [1] متفق علیہ عن ام قیس [2] احمد عن علی [3] الروضۃ الندیہ: ۱۰

حنفیہ کے بالکل برعکس ابن حزمؒ نے دودھ پیتا لڑکا تو درکنار ہر مذکر انسان کے پیشاب کی نجاست کے ازالہ کے لیے پانی کے چھینٹے کافی قرار دیے ہیں۔ اَیُّ ذَکَرٍ کَانَ فِیْ اَیِّ شَیْءٍ کَانَ..... ان کے نزدیک "بول الغلام" کے معنے لڑکے کا پیشاب نہیں بلکہ "مرد کا پیشاب ہے[1] لیکن امام شوکانیؒ نے علماء لغت وبلاغت کے حوالہ سے واضح کیا ہے کہ "غلام" کا اصل معنی لڑکا ہے اور مرد کے معنوں میں اس کا استعمال مجازی ہے۔

۱۰۔ مذی اور ودی

بعض اوقات بیماری وغیرہ کی وجہ سے پیشاب کے پہلے یا بعد گاڑھا سا پانی نکلتا ہے جسے ودی کہا جاتا ہے۔ یہ بھی بالاتفاق نجس[2] ہے۔ مذی وہ لیس دار مادہ ہے جو مرد یا عورت کے عضو مخصوص سے شہوت کی وجہ سے خارج ہوتا ہے۔ یہ بھی نجس ہے اور اس پر علماء کا اتفاق ہے اِتَّفَقَ[3] الْعُلَمَاءُ عَلٰی اَنَّ الْمَذْیَ نَجِسٌ

مذی اور ودی کے اخراج سے غسل تو واجب نہیں ہوتا لیکن اگر یہ جسم یا کپڑوں کو لگ جائیں تو انہیں دھونا (یا مذی کی صورت میں ایک روایت کے مطابق کپڑے پر پانی چھڑکنا) ضروری ہے بیہقی کی ایک روایت[4] میں ودی اور مذی کے متعلق مذکور ہے:

اِغْسِلْ ذَکَرَکَ اَوْ مَذَاکِیْرَکَ وَ تَوَضَّأْ وُضُوْءَکَ فِی الصَّلٰوۃِ

جن اعضاء کو یہ نجاست لگے انہیں دھونا چاہیے اور نماز کے لیے (غسل کی بجائے صرف) وضو کر لینا چاہیے۔

حضرت علیؓ کی زبانی بھی مذکور[5] ہے کہ:

"ان کے جسم سے بکثرت مذی خارج ہوتی تھی۔ شرم وحیا کی وجہ سے وہ خود تو مسئلہ نہ پوچھ سکے مگر انہوں نے بعض دوسرے دوستوں کی معرفت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے فرمایا:

تَوَضَّأْ وَاغْسِلْ ذَکَرَکَ (نجاست آلود عضو کو دھو لو اور وضو کر لو)

دوسری روایت میں ہے[6]:

---

[1] المحلی ۱: ۱۰۰ [2] نیل ۱: ۵۹ [3] فقہ السنہ ۱: ۱۶ [4] نیل ۱: ۶۴ [5] بخاری [6] ترمذی، ابوداؤد

يَكْفِيكَ أَنْ تَأْخُذَ كَفًّا مِّنْ مَّاءٍ فَتَنْضَحَ بِهِ ثَوْبَكَ حَيْثُ تَرَى أَنَّهُ قَدْ أَصَابَ مِنْهُ ______

چلّو بھر پانی لے کر کپڑے کے اس حصہ پر چھڑک دو جہاں مذی لگی ہے۔

مگر دھونے کی روایت صرف پانی چھڑک دینے کی روایت سے زیادہ قابلِ اعتماد و قابلِ عمل ہے۔

۱۱۔ منی

امام مالکؒ و ابو حنیفہؒ کے نزدیک منی نجس ہے۔ مگر امام احمد و شافعی اسے نجس قرار نہیں دیتے[1]۔ ابنِ حزمؒ نے بھی مؤخر الذکر ائمہ کی تائید کی ہے[2]۔ اس اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ احادیث کی رو سے کپڑے سے منی کے ازالہ کے لیے عام نجاستوں کی طرح پانی کا تعین ثابت نہیں ہوتا بلکہ تر منی کی صورت میں دھونا اور خشک منی کی صورت میں کپڑے کو رگڑنا یا ناخن وغیرہ سے چھیلنا مذکور ہے[3]۔ اور ایک روایت میں ہے کہ:

إِنَّمَا هُوَ بِمَنْزِلَةِ الْمُخَاطِ وَالْبُصَاقِ وَإِنَّمَا يَكْفِيكَ أَنْ تَمْسَحَهُ بِخِرْقَةٍ أَوْ بِإِذْخِرَةٍ ______

منی تھوک یا ناک کی رینٹ کی طرح ہے اور اسے کپڑے وغیرہ کے ٹکڑے یا گھاس پھوس سے مَل رگڑ کر صاف کرنا کافی ہے۔

مگر یہ حدیث موقوف ہے۔

منی کی طہارت و عدم طہارت پر بعض لوگوں نے طویل بحثیں کی ہیں۔ امام شوکانیؒ نے مختلف احادیث و دلائل کو سامنے رکھ کر بڑا معتدل و موزوں فیصلہ فرمایا ہے[4] کہ:

فَالصَّوَابُ أَنَّ الْمَنِيَّ نَجِسٌ يَجُوزُ تَطْهِيرُهُ بِأَحَدِ الْأُمُورِ الْوَارِدَةِ ______

درست یہ ہے کہ منی نجس ہے البتہ نجاست کا ازالہ اور اس کی تطہیر پانی کے علاوہ رگڑنے اور کھرچنے سے بھی ہو سکتی ہے

انہوں نے واضح کیا ہے کہ یہ سمجھنا غلط ہے کہ ہر نجاست کی تطہیر صرف پانی ہی سے ہو سکتی ہے یا جس چیز کا ازالہ و تطہیر پانی کے علاوہ کسی چیز سے ہو سکتا ہو وہ نجس نہیں۔ بلکہ مذکورۃ الصدر حدیث اِنّما

---

[1] ہدایہ ۱: ۸۲ [2] المحلّٰی ۱: ۱۲۵ [3] متفق علیہ عن عائشہ [4] نیل ۱: ۶۷